تدوینِ فقہ کا دورِ تقلید و تکمیل

سید محمد عمیم الاحسان مجددی

یہ دور چوتھی صدی سے شروع ہو کر ساتویں صدی میں ختم ہوا۔ اس دور میں تقریباً اجتہاد مطلق ختم کر دیا گیا، علماء بھی عوام کی طرح خاص خاص ائمہ کی تقلید کرنے لگے اور ان کی فقہ پر انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں، ان کے مقرر کردہ اصول پر اجتہاد اور تخریج مسائل کئے اس دور میں مذاہب خاصہ کے مسائل کی تحقیق و تائید میں جدل کی گرم بازاری ہوئی، بالآخر ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کی تقلید پر عوام و خواص اہلسنت کا تقریباً اجماع ہو گیا۔ اس دور میں مذاہب اربعہ میں اکابر فقہاء پیدا ہوئے۔

تقلید:

تقلید سے مراد یہ ہے کہ ایک معین امام کے تخریج کردہ مسائل و احکام سیکھے جائیں اور ان کے اقوال کا اس طرح اعتبار کیا جائے کہ گویا وہ شارع کے نصوص ہیں، جن کی پیروی مقلد پر لازم ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عہد اکابر تابعین سے دور تدوین تک ہر زمانہ میں مجتہد اور مقلد موجود تھے۔

مجتہد وہ فقہا تھے جو کتاب و سنت سیکھتے تھے اور ان کو نصوص سے استنباط احکام کی قدرت حاصل تھی، اور مقلد عام لوگ تھے جنہوں نے کتاب و سنت کو اس طرح نہیں سیکھا تھا جو ان کو استنباط کا اہل بنا سکے، اس لئے جب ان لوگوں کے سامنے کوئی مسئلہ پیش آتا تھا تو اپنے شہر کے فقہاء میں سے کسی فقیہ کی طرف اس کے متعلق رجوع کرتے تھے جو ان کو فتوے دیتے تھے لیکن اس دوسرے دور میں عام طور پر لوگوں میں روح تقلید سرایت کر گئی۔ علماء اور عوام سب اس میں شریک ہو گئے۔ چنانچہ پہلے یہ حالت تھی کہ فقہ کا طالب پہلے درس قرآن اور روایت حدیث میں مشغول ہوتا تھا جو استنباط کی بنیاد تھے لیکن اب وہ ایک معین امام کے مذہب کی کتابیں پڑھتا تھا اور اس طریقہ کا مطالعہ کرتا تھا جس کے ذریعہ اس نے اپنے مدونہ احکام استنباط کئے اور جب وہ اس کام کو پورا کر لیتا تھا تو علمائے فقہاء میں شمار

کیا جانے لگتا تھا، ان میں بعض بلند ہمت علماء نے اپنے امام کے مذہب پر کتابیں تالیف کیں، جو یا تو گزشتہ کسی کتاب کا احتصار یا اس کی شرح یا ان مسائل کا مجموعہ ہوتی تھیں لیکن ان میں سے خود کسی نے اپنے لئے یہ جائز نہیں رکھا کہ کسی مسئلہ میں ایسی بات کہے جو اس قول کے مختلف ہو جس کا فتویٰ اس کے امام نے دیا۔ الا ماشاء اللہ۔

اسباب تقلید:

لوگوں میں روح تقلید سرایت کرنے کے متعدد اسباب ہیں جن میں سے اہم یہ تین ہیں:

ا۔ برگزیدہ اور اہل علم شاگرد:

عوام میں کسی امام و مقتدیٰ کی پیروی اس کے نظریہ کی اشاعت اور اس میں رسوخ کا سب سے مؤثر طریقہ اس کے مضبوط و مستعد اہل علم شاگرد اور ساتھی ہیں جو اس امام و مقتدا کے طریقہ سے خود متاثر ہوں، عوام میں ان کی منزلت ہو اور عوام ان پر اعتماد کرتے ہوں۔

معتمد اور اہل علم تلامذہ اپنے تاثر کی بنا پر اپنے امام سے شیفتگی ظاہر کرتے ہیں، ان کے فقہی نظریے اور فروع کی حمایت کرتے ہیں۔ عوام میں چونکہ ان کا اعتماد ہوتا ہے اس لئے وہ اس پر عمل شروع کر دیتے ہیں اور یہ طریقہ رائج ہو جاتا ہے۔

اس دور کے قبل دور تدوین کے مشہور ائمہ کا حال آپ پڑھ چکے ان کے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ کا تذکرہ بھی سن چکے، آپ نے دیکھا کہ وہ تلامذہ علمی اور عملی حیثیت سے نہایت بلند رتبہ واضح الحجہ اور اپنی قوم کے عوام و خواص میں بلند پایہ تھے۔

انہوں نے اپنے ائمہ کے علوم و مسائل کی اشاعت کی کتابیں لکھیں۔ مسائل مدون کئے، ان کے بعد اس دور میں بالواسطہ وہ تلامذہ میسر آئے جنہوں نے ان ائمہ کے مسائل کی اور بھی اشاعت کی بلکہ حق کو اپنے ائمہ میں منحصر کر دیا۔ ان کے انتصار میں جدل کی گرم بازاری کی، ان کے مسلک کے دلائل میں کتابیں لکھیں۔ یہاں تک کہ عوام و خواص میں ان ائمہ کے علوم راسخ ہو گئے اور خوب پھلے پھولے۔ مخالف آواز دب گئی بلکہ فنا ہو گئی کہ لوگ مخالفت میں سننے کو بھی تیار نہ رہے۔

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ☆ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے

بقول ابن خلدون اندلس میں جب ابن حزم ظاہری نے تقلید ائمہ کے خلاف آواز اٹھائی اور تنقید شروع کی تو ہر طرف سے شدید مخالفت ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ابن حزم کی کتابوں کی خرید و فروخت بھی ممنوع قرار دی گئی بلکہ ان کی کتابیں پھاڑ دی گئیں۔

۲۔ عہدۂ قضا:

عہد صحابہ وتابعین میں قضاۃ عموماً وہ ہوتے تھے جن میں اجتہاد کی پوری صلاحیت ہوتی تھی۔ امتداد زمانہ سے بعد میں حالات بدلتے گئے، قضاۃ میں وہ پختگی نہ رہی، نتیجہ یہ ہوا کہ فقہاء قاضیوں پر نکتہ چینی کرنے لگے، جس کا لازمی انجام یہ ہوا کہ مجبور ہو کر قضاۃ احکام معروفہ مدونہ کے ساتھ اپنے فیصلوں کو مقید کرنے لگے، اپنی رائے اور اجتہاد کو دخل دینا انہوں نے بند کر دیا، تاکہ مخالفت نہ ہو، بلکہ علماء چونکہ خاص خاص ائمہ کے فقہی نظریہ کے حامی تھے اس لئے قضاۃ کو بھی مخصوص ائمہ کا مسلک اختیار کرنا پڑا اور قضاۃ کی وجہ سے عوام کو بھی انہی ائمہ کے مذہب پر حامل ہونا پڑا۔

۳۔ مذاہب کی تدوین:

جس مذہب کو قابل اعتماد مدون میسر آئے وہ خوب پھیلا، امام ابوحنیفہؒ نے اپنے تلامذہ کی جماعت کے ساتھ خود اپنی فقہ تدوین کی ان کو اچھے شاگرد میسر آئے جو خود مجتہد، مصنف، قاضی اور قاضی گر تھے اس لئے ان کا مذہب خوب پھیلا، بلکہ سب سے زیادہ پھیلا۔

امام شافعی نے اپنی فقہ خود مدون کی، ان کو معتمد تلامذہ ملے جنہوں نے خوب انتصار مذہب کیا، اس لئے مذہب امام ابی حنیفہ کے بعد مذہب شافعی کی اشاعت ہوئی۔

امام مالکؒ نے اپنے فقہی نظریہ کی اشاعت کی، ان کے اچھے شاگردوں نے ان کی فقہ مدون کی شافعیت کے بعد مالکیت پھیلی، امام احمد نے خود اگرچہ تدوین فقہ نہیں کی مگر اچھے شاگردوں نے ان کی فقہ تدوین کی اور اس کی اشاعت کی۔

ائمہ ثلاثہ کے بعد ان کا مذہب پھیلا، اگرچہ پہلوں کے مقابلے میں کم پھیلا۔ الغرض ائمہ اربعہ کے مذاہب چونکہ مدون ہوئے۔ اچھے شاگردوں نے ان کی اشاعت کی، اس لئے اس مذاہب

کی تقلید نے عمومی شکل اختیار کرلی۔اس سلسلے میں امام شافعیؒ کا قول قابل غور ہے،فرماتے ہیں:

''لیثؒ مالکؒ سے زیادہ فقیہ تھے لیکن ان کے اصحاب نے ان کے علم کو ضائع کردیا۔''

مطلب یہ ہے کہ ان کو ایسے شاگرد میسر نہ ہوئے جو ان کی فقہ کو مدون کرتے،اس لئے عوام میں اس کی اشاعت نہ ہوئی۔

تقلید ائمہ اربعہ:

اوپر بیان ہو چکا کہ عہد صحابہ کے بعد جمہور مسلمانوں میں دو مذہب رائج تھے،عراق میں اہل الرائے کا مسلک اور حجاز میں اہل الحدیث کا طریقہ۔عراقیوں کے امام ومرجع امام ابوحنیفہؒ تھے، جنہوں نے سب سے پہلے فقہ کی تدوین کی،ان کا مرتبہ بقول مورخ ابن خلدون:

''اس قدر بلند ہے کہ جس کو کوئی نہیں پہنچ سکتا،اس کی شہادت ماہرین فن خصوصاً امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے دی۔''

امام ابوحنیفہؒ نے اپنے مذہب کی بنیاد قرآن حکیم اور عراق کے مروج ومعمول باحادیث پر زیادہ رہی،اس کے بعد قیاس واستحسان سے بہت زیادہ کام لیا۔عراق چونکہ نہایت متمدن ملک تھا، مختلف تہذیبیں وہاں جمع تھیں،مسائل بہت زیادہ پیدا ہو چکے تھے،اس لئے قیاس اور تفریع مسائل کی کثرت وہاں ناگزیر تھی۔فقہ حنفی بغایت رنگین،باضابطہ اور متنوع تھی،عقل ودرایت کے بالکل مطابق تھی،اس لئے متمدن ممالک میں خوب پھیلی۔

دولت عباسیہ کے انحطاط کے بعد سے اکثر شاہان ممالک اسلامیہ کا مذہب حنفی رہا۔امام ابوحنیفہؒ کے مقلد،عراق ہندو پاک،چین،ماوراءالنہر اور دوسرے بلاد عجم میں بہت پھیلے اور آج تک اسی کثرت سے موجود ہیں۔

حجاز ویمن،شام وروم اور مصر میں بھی مقلدین ابی حنیفہؒ کی کثرت رہی،البتہ بلاد مغرب اور اندلس میں حنفیت کا شیوع کم ہوا۔

اہل حجاز کے پیشوا مدینہ کے امام مالک بن انس ہوئے جو حجاز میں مروج احادیث کے ماہر

تھے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے احکام کے استنباط کی مزید قوت عطا کی تھی، انہوں نے قرآن حکیم، حجاز کے مروج احادیث وآثار، تعامل اہل مدینہ اور قیاس واستصلاح کو اپنی فقہ کی اصل قرار دی۔

امام مالکؒ کی فقہ نہایت سادہ اور بے تکلف اور بدویت کے زیادہ مناسب تھی، تفریع مسائل اس میں زیادہ نہیں تھی، تعامل اہل مدینہ سے چونکہ اکثر ضروری مسائل کا حل نکال لیا گیا تھا، اس لئے ان کے یہاں قیاس کی زیادہ کثرت نہیں تھی۔ یہ مذہب مدینہ حجاز اور اس کے بعد مصر ہوتا ہوا اہل مغرب اور اندلس میں زیادہ پھیلا، بقول ابن خلدون، ان کی وجہ یہ تھی کہ وہاں کے لوگ تحصیل علم کے لئے مدینہ شریف زیادہ آتے تھے اور امام مالک کی فقہ سیکھ کر جاتے تھے اور اس کی اشاعت کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ان میں بدویت غالب تھی وہ حضارت اہل عراق سے آشنا نہ تھے۔ اس لئے ان کا میلان فقہ مالکی کی طرف زیادہ رہا اور مالکیت ہمیشہ ان کو مرغوب رہی، جس طرح اہل عراق اور مشرق میں حنفیت زیادہ مرغوب تھی۔

اس طرح دوسری صدی کے وسط میں فقہ کے دو مرکز قائم ہوئے کوفہ میں حنفی مرکز اور مدینہ میں مالکی۔ دونوں مرکزوں کے نصف صدی قیام کے بعد امام شافعیؒ قریشی نے دونوں مرکزوں کی فقہ سے ماخوذ نئی فقہ مدون کی۔ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں سے کوفی فقہ سیکھی اور امام مالک سے مدنی فقہ حاصل کی، دونوں سے مخلوط نئی فقہ اس طرح تدوین کی، جس میں قرآن حکیم اور صحیح ترین احادیث اہل حجاز واہل عراق اور پھر اجماع وقیاس، سب سے یکساں کام لیا، تعامل اہل مدینہ اور استحسان سے علیحدہ رہے۔

امام شافعی کا مذہب مصر میں ان کے زمانے میں رائج ہوگیا۔ حجاز وعراق، خراسان اور ماوراء النہر میں بھی پھیلا۔ اگرچہ حنفیوں کے مقابلے میں اس کا شیوع کم تھا، تاہم مذہب شافعی مذہب حنفی کا مدمقابل حریف رہا۔

مذہب امام شافعی کے بعد چوتھے مذہب کے بانی امام احمد بن حنبلؒ ہوئے جو بہت بڑے محدث تھے۔ امام شافعی سے انہوں نے فقہ حاصل کی اور تلامذہ امام ابی حنیفہ سے کوفی فقہ سیکھی، وہ عراق وحجاز کی حدیثوں کے اپنے زمانے میں سب سے بڑے ماہر تھے انہوں نے ایک نئی فقہ کی بنیاد ڈالی، جس کی بنیاد قرآن حکیم اور ظاہر احادیث نبویہ اور آثار صحابہ پر رکھی، تعامل اہل مدینہ اور قیاس سے

بہت کم کام لیا۔ یہ مذہب تقریباً خالص حدیث کا مذہب تھا۔ حنبلی مذہب کے مقلد کم ہوئے، یہ مذہب نجد و شام میں زیادہ پھیلا۔ حجاز، مصر اور عراق میں بھی حنبلی ہوئے مگر کم ہوئے۔

مورخ ابن خلدون (۸۰۶ھ) کا بیان ہے:

''دنیا میں صرف ان چار ائمہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ) کی تقلید جاری ہوئی اور دیگر ائمہ کے مقلدین کا نام و نشان نہیں رہا اور لوگوں نے خلاف کا دروازہ اور اس کے تمام طریقے بند کر دیئے، اس لئے کہ علمی اصطلاحات بکثرت قائم ہو کر رتبۂ اجتہاد تک پہنچنے سے مانع ہو گئی اور ڈر لگتا ہے کہ کہیں نااہل اور کمزور رائے رکھنے والے اپنے کو فقیہ کہلانا شروع کر دیں تو جمہور نے صاف طور پر عجز و معذوری کا اظہار کر کے ان ائمہ کی تقلید کی طرف لوگوں کو متوجہ کر دیا، یہاں تک کہ ہر شخص کسی نہ کسی امام کی تقلید سے مختص ہو گیا اور ایک امام کی تقلید چھوڑ کر دوسرے کی تقلید کو ناجائز اور ممنوع کر دیا کیونکہ اس میں تلاعب پائے جانے کا اندیشہ ہے، اس لئے صرف ان چاروں کے مذاہب کی نقل اور تقلید رہ گئی مگر اصول تصحیح اور ان کی سند کی روایت کا اتصال شرط قرار پایا۔ آج کل اسی کو تقلید فقہ کہتے ہیں اور بس! اور اس زمانے میں اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور تمام اہل سنت ان چاروں ائمہ کی تقلید سے مقلد ہیں۔''

شاہ ولی اللہ صاحبؒ عقد الجید میں لکھتے ہیں:

''ان چاروں مذہبوں کے اختیار کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور ان سب سے روگردانی کرنے میں بڑا فساد ہے اور ہم اس بات کو کئی وجہوں سے بیان کرتے ہیں۔''

اس کے بعد شاہ صاحب نے مفصل یہ تین وجوہ بیان کئے:

۱۔ امت کا اجماع ہے کہ معرفت شریعت میں سلف کا اتباع کریں اور یہ مذاہب اربعہ چونکہ اقوال سلف سے بسند صحیح ماخوذ ہیں، تمام مسائل منقح ہیں، اس لئے ان کا اتباع ضروری ہوا۔

۲۔ حدیث میں ہے اتبعوا السواد الاعظم اور تمام مذاہب ختم ہو کر صرف چار ہی رہ گئے۔ سواد اعظم انہی چار کی متبع ہوئی لہٰذا اتباع مذاہب اربعہ لازم ہوا۔

۳۔ زمانہ طویل ہو گیا، امانتیں ضائع ہو گئیں، لہٰذا علماء سوء یا ایسے لوگوں کی پیروی نہ چاہئے جن کے متعلق محقق نہیں کہ شرائط اجتہاد موجود ہیں یا نہیں؟ اور تحقیق مشکل ہے اس لئے مذاہب اربعہ مشہورہ متبوعہ ہی کی پیروی کی جائے۔"

اب بطور شجرہ ائمہ اربعہ کی فقہ کی اصل کو ہم واضح کرتے ہیں:

مدرسۃ الکوفہ عراق میں	مدرسۃ المدینہ حجاز میں
سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ حضرت علیؓ	حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ زید بن ثابت۔ حضرت عائشہؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابن عباسؓ
شریحؒ۔ علقمہؒ۔ مسروقؒ۔ الاسودؒ	عبیداللہ۔ عروہؒ۔ قاسمؒ۔ سعیدؒ۔ سلیمانؒ۔ خارجہ
ابراہیم النخعیؒ عامر الشعبیؒ	زہریؒ۔ نافعؒ۔ ابن زکوانؒ۔ یحییٰ بن سعیدؒ ربیعہ الرائےؒ
حماد بن ابی سلیمان	
(۱) ابوحنیفہؒ (فقہ حنفی)	(۲) مالک بن انسؒ (فقہ مالکی)
ابو یوسفؒ۔ محمدؒ۔ زفرؒ	ابن وہبؒ۔ ابن القاسمؒ۔ اشہبؒ۔ ابن عبدالحکمؒ۔ یحییٰ اللیثیؒ

(۳) محمد بن ادریس الشافعی رحمہم اللہ تعالیٰ (فقہ شافعی)

الزعفرانیؒ۔ الکرابیسیؒ۔ ابوثورؒ۔ ابوعبید	البویطیؒ المزنیؒ۔ الربیع المراویؒ
عراق میں	مصر میں

(۴) احمد بن حنبلؒ (فقہ حنبلی)

بغداد میں

(جاری ہے)

ملک کی عظیم اور قدیم' نامور اور مقتدر دینی درسگاہ

دار العلوم جامعہ مظہریہ امدادیہ

بندیال شریف (خوشاب)

میں سالانہ داخلہ جاری ہے

شعبہ حفظ وناظرہ' تجوید وقرأت' مکمل درس نظامی' پرائمری' مڈل' میٹرک کے علاوہ فاضل عربی کے امتحانات کی تیاری مکمل کروائی جاتی ہے

مدرسین جامعہ: علامہ صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی

پروفیسر صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی

علامہ محمد دین سیالوی (فاضل بندیال) علامہ سیف اقبال چشتی (فاضل بندیال)

★ نجم القراء پروفیسر قاری مشتاق انور (گولڈ میڈلسٹ)

★ صاحبزادہ حافظ اسرار الحق بندیالوی ★ مولانا سمیع الحق گولڑوی (اٹک)

جامعہ میں طلباء کیلئے رہائش' کھانا' بستر' چارپائی

علاج معالجہ اور کتب' مفت فراہم کی جاتی ہیں

لائق اور محنتی طلباء کو لباس اور وظائف بھی دیئے جاتے ہیں

تحریر و تقریر

مناظرہ ومباحثہ' علم توقیت' علم میراث کے کورس بھی کرائے جاتے ہیں

برائے رابطہ: ناظم دار العلوم جامعہ مظہریہ امدادیہ (رجسٹرڈ)

بندیال شریف تحصیل وضلع خوشاب فون نمبر: 770313 - 04528

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ☆ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے